جرمن مہمانوں سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب

تشہد وتعوذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تمام معزز مہمانان ۔ السلامُ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں آپ سب پر ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ مسلم جماعت جرمنی ایک بار پھر یہاں کارلسروئے میں اپنا سالانہ جلسہ منعقد کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔ احمدیہ مسلم جماعت کے لیے یہ تین دن بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ وہ احمدی جو یہاں اکٹھے ہوئے ہیں وہ اس نیت کے ساتھ اکٹھے ہوئے ہیں کہ اپنے روحانی اور دینی علم کو بڑھا سکیں۔

پس آج ہم یہاں اکٹھے ہوئے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ دنیا کا امن تباہی کے دہانہ پر پہنچ چکا ہے۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ دنیا میں باہمی اختلاف اور بے چینی بڑھتی جا رہی ہے۔ یہ ایک عجیب اور المناک تضاد ہے کہ اگرچہ ہم پہلے سے زیادہ جڑے ہوئے ہیں لیکن حقیقت میں ہم دن بدن پہلے سے زیادہ دور ہوتے جا رہے ہیں۔ گزشتہ سال کے دوران خاص طور پر پناہ گزینوں کی بڑی تعداد میں یورپ میں آمد اور ماضی قریب میں مختلف دہشت گرد حملوں کی وجہ سے یورپ کا استحکام واضح طور پر انحطاط کا شکار ہے۔ بلا شک نام نہاد مسلمانوں اور خاص شدت پسند افراد کے بُرے اقدامات کی وجہ سے معاشرہ کو نا قابل بیان نقصان پہنچ رہا ہے اور عام لوگوں کے دلوں میں اسلام کا خوف بڑھ رہا ہے۔ اس وجہ سے کچھ لوگوں کو تحفظات اور خوف بھی ہوگا کہ ہزاروں مسلمان اس ہفتے کے اختتام پر اپنے جلسہ کے لیے اکٹھے ہو رہے ہیں۔ اگرچہ یہ جلسہ کئی سالوں سے منعقد ہو رہا ہے اور اس سے قبل بہت سے لوگ اس سے ناواقف تھے لیکن اب موجودہ حالات میں اس جلسہ کی آگاہی زیادہ ہوگئی ہے اور کچھ لوگ متردد اور خوف زدہ بھی ہوں گے کہ اتنے زیادہ مسلمان اس جگہ اکٹھے ہو رہے ہیں۔ یقیناً آپ میں سے بعض جو میرے سامنے بیٹھے ہیں ان کو بھی تحفظات اور غلط فہمیاں ہوں گی۔ اس لیے ان تحفظات کے باوجود آپ کی یہاں حاضری خاص طور پر قابل ذکر ہے اور آپ کی نیک فطرت کی عکاس ہے۔

آپ نے ایک اسلامی مذہبی پروگرام میں شامل ہوکر مثالی جرأت کا مظاہرہ کیا ہے جبکہ میڈیا کے اسلام کا غلط چہرہ دکھانے اور پروپیگنڈا کے نتیجہ میں یہ خیال پیدا ہو چکا ہے کہ مسلمان سارے کے سارے ہی دہشتگرد اور شدت پسند ہیں۔ آپ کی یہاں موجودگی یہ بھی ثابت کرتی ہے کہ باوجود اسلام کے بارہ میں غلط معلومات اور پروپیگنڈا کے آپ احمدی مسلمانوں کے بارہ میں مثبت اور ہمدردانہ رائے رکھتے ہیں۔ آپ کے اس رویہ اور دوستی اور خلوص کے اظہار پر میں آپ سب کا بے حد شکرگزار ہوں۔ یہاں ایسے بھی لوگ شامل ہوں گے جو باوجود اسلام کے بارہ میں خوف رکھنے کے اپنے تجسس کی وجہ سے یہاں آئے ہیں، میں ان سب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کے اسلام کے بارہ میں علم حاصل کرنے کے ارادہ اور اس پروگرام میں دلچسپی لینے کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔

آگے چلنے سے قبل میں اپنے تمام مہمانوں کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ وہ اسلام جو مغربی میڈیا پیش کرتا ہے وہ کسی صورت بھی اسلام کی سچی تعلیمات کی عکاسی نہیں کرتا۔ خدانخواستہ اسلام ایسا مذہب ہرگز نہیں ہے جو شدت پسندی اور تشدد کو فروغ دیتا ہو بلکہ ایک ایسا مذہب ہے جو امن، برداشت اور عدل کی تعلیم معاشرہ کے ہر طبقہ کے لیے دیتا ہے۔ بلاشبہ کچھ مسلمان گروپس ہیں اور افراد ہیں جن سے اسلام کے نام پر قبیح افعال سرزد ہو رہے ہیں اور بجائے اسلام کی خدمت کے وہ اس کی سچی تعلیمات کے منافی اسے بدنام کر رہے ہیں۔ دہشتگردوں کے بالکل برعکس احمدیہ مسلم جماعت ایک پرامن مذہبی جماعت ہے جو تمام دنیا میں برداشت، مفاہمت اور عقیدہ کی آزادی پھیلانے کی کوشش کر رہی ہے، لیکن آپ یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے اسلام کی نئی تعریف بنالی ہے یا اس کی تعلیمات میں کسی بھی قسم کی تبدیلی کر لی ہے۔ ہمارے پرامن ہونے کی اور ہمارا بنی نوع انسان سے پیار اور خیال رکھنے نیز دنیا میں پیدا ہوجانے والی تفریقوں کو دور کرنے کی واحد وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم اسلام کی تعلیمات کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ صرف اس وجہ سے ہوا ہے کہ ہم نے قرآن مجید کے سچے مطلب کو سمجھا ہے۔ اسی وجہ سے ہم احمدی مسلمان اپنی زندگی اس طرح پرامن انداز میں بسر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہر کام جس کے بارے میں ہم کہتے ہیں یا کرتے ہیں وہ اس تعلیم سے مطابق ہے جو ہم نے قرآن مجید اور بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے سیکھی ہے۔

یہ سن کر آپ میں سے بہت سے یہ سوال کر سکتے ہیں کہ اگر اسلام اتنا ہی پرامن مذہب ہے تو پھر کیوں مسلمان شدت پسند گروہ مسلم دنیا میں اور مغربی دنیا میں تدریجاً فساد پھیلا رہے ہیں؟ وہ کیوں معصوم لوگوں کو سنگدلی سے قتل کر رہے ہیں؟ ماضی قریب میں فرانس اور بیلجیم میں ہونے والے مذموم حملے آپ کے ذہن میں تازہ ہونگے۔ سب سے بڑھ کر گذشتہ چند مہینوں میں جرمنی میں ہونے والے حملوں کے تسلسل نے آپ کو بے چین اور خوف زدہ کر دیا ہوگا مثلاً مئی میں جرمن ریلوے اسٹیشن میں ایک حملہ ہوا اور اس کے بعد جولائی میں ایک اور بڑا حملہ ٹرین میں کیا گیا۔

اسی طرح پناہ گزینوں کی طرف سے گذشتہ چند ہفتوں میں مختلف شہروں میں کچھ حملے ناکام ہوئے۔ معصوم لوگوں نے اپنی زندگیاں گنوائیں یا بری طرح زخمی ہوئے۔ قدرتی طور پر ایسے حملوں نے عوام کو خوف زدہ کیا ہے اور مقامی لوگوں کے دل و دماغ میں اسلام کا خوف پیدا کیا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ یہ حملے اسلام کی طرف منسوب کیے جا رہے ہیں کیونکہ اس ظلم وستم اور اسلام کے مطلب کے درمیان شرق وغرب کا فاصلہ ہے۔ اسلام تو وہ مذہب ہے جو معصوموں کے قتل اور انہیں نقصان پہنچانے کو سخت ترین الفاظ میں کالعدم قرار دیتا ہے۔ پھر بھی وہ دہشت گرد جو اسلام کے نام پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ معصوم اور نہتّے لوگوں پر حملہ کرنے کے مجرم ہیں، وہ ان معصوم افراد کو ذبح کر رہے ہیں جنہوں نے کبھی جنگ نہیں کی اور نہ کسی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے اور بے شک اس بربریت کی انتہاء وہ واقعہ ہے جہاں فرانس میں ایک پادری کی گردن کاٹی گئی۔ ایسی بربریت کسی بھی صورت حال اور زمانہ میں ناقابل جواز اور سمجھ سے بالا ہے۔ اگر کچھ مغربی حکومتوں نے کسی مسلم حکومت کو اس کے ملک میں باغیوں یا کچھ گروہوں سے لڑنے کے لیے مدد فراہم کی ہے تو یہ انہیں ہرگز یہ جواز فراہم نہیں کرتا کہ وہ اپنی نفرت اور برے اعمال مغربی دنیا کو برآمد کریں۔ ایسے لوگوں کو بانی اسلام ﷺ کے نمونہ اور نصیحت کو دیکھنا چاہیے۔

تاریخ گواہ ہے کہ ابتدائی اسلام میں جو جنگیں ہوئیں وہ سب مسلمانوں پر مسلّط کی گئیں اور مکمل طور پر مدافعانہ تھیں۔ پھر (جنگ کے) ان حالات میں بھی حضرت محمد ﷺ نے مسلمان سپاہیوں کے لیے سخت قانون بنائے، جن پر انہیں عمل کرنا پڑتا تھا، مثلاً آپ ﷺ نے حکم دیا کہ کسی چرچ یا پادری یا کسی مذہبی رہنما پر حملہ نہیں کرنا اور اس سے بڑھ کر یہ کہ کسی عورت، بچے اور بوڑھے پر حملہ نہیں کرنا۔ آپ ﷺ نے یہاں تک حکم دیا کہ جنگ کے دوران ماحول کو بھی نقصان نہیں پہنچانا اور کسی درخت کو بھی نہیں کاٹنا۔ جب آنحضرت ﷺ کی تعلیمات اس قدر واضح ہیں تو پھر مسلمانوں کو کیسے اجازت دی جاسکتی ہے کہ متنازعہ علاقہ سے ہزاروں میل دور رہنے والے معصوم لوگوں کو قتل یا نقصان پہنچایا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان حملوں کا کوئی جواز نہیں ہے اور نہ کبھی ہوسکتا ہے۔

میں جیسا کہ پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ حالت جنگ میں اسلام نے بہت سخت قوانین جاری کیے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید کی سورۃ نمبر 8 اور آیت نمبر 68 میں ذکر ہے،

کسی نبی کے لئے جائز نہیں کہ زمین میں خونریز جنگ کیے بغیر قیدی بنائے۔

صرف انہیں ہی قیدی بنایا جاسکتا ہے جو براہِ راست جنگ میں شامل ہوں۔ سو کسی مسلمان کے لیے اجازت نہیں ہے کہ کسی ایسے شخص کو قیدی بنائے جو براہِ راست جنگ میں شامل نہ ہو۔ قتل کرنے کا تو سوال ہی نہیں ہے۔ پھر بھی آجکل مسلمان خودکش اور دوسرے دہشت گرد حملوں میں ملوث ہوتے ہیں جس کے نتیجہ میں ان معصوم لوگوں کا سفاکانہ قتل کرتے ہیں جو ہزاروں میل دور شہروں میں رہتے ہیں اور انہیں ان کی یا جھگڑے کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ ایسے مکروہ اور ناقابل بیان اعمال سے اسلام کی تعلیمات بدنام ہوتی ہیں۔ جو بھی اس طرح جنگ کا حصہ بنتا ہے چاہے گروپ کے ساتھ مل کر یا انفرادی طور پر وہ اسلام کی پیروی کرنے والا نہیں ہے بلکہ وہ اپنے ذاتی مفادات کو حاصل کرنے والے ہیں یا اپنے لیڈروں کے خودغرضانہ مقاصد اور مفادات کو حاصل کرنے والے ہیں۔ اگرچہ اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ سب سے بڑی وجہ آج کے فساد کی مسلمان ملکوں میں پائی جاتی ہے لیکن میرے خیال میں پھر بھی ہم باقی فریقوں کو اس کی ذمہ داری سے مکمل طور پر مبرّا قرار نہیں دے سکتے۔ کچھ مغربی حکومتوں اور سپر پاورز نے بھی غلطیاں کی ہیں اور مسلمان ملکوں سے تعلقات کے تناظر میں غیر دانشمندانہ اور غیر منصفانہ پالیسیاں بنائی ہیں۔ جس کا مسلمان دنیا کے بعض حصوں میں بہت منفی اور شدید ردّعمل ہوا ہے۔ ایسی خارجہ پالیسیوں کے نتیجہ میں عدم استحکام اور تفریق پیدا ہوئی اور اس کے نتیجہ میں شدت پسندی اور دہشت گردی کو فروغ ملا۔ اس صورت حال کا سیدھا نتیجہ بہت بڑی تعداد میں پناہ گزینوں کا اچانک یورپ میں آمد کی صورت میں نکلا۔ اتنی بڑی تعداد میں ان کی آمد سے مقامی لوگوں میں خوف وہراس پیدا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ بعض ممالک خاص طور پر جرمنی کی آمادگی ان پناہ گزینوں کو قبول کرنے کے متعلق رحم دلی، ہمدردی اور یک جہتی کا اظہار ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اتنے زیادہ لوگوں کو جذب کرنا آسان نہیں ہے اور اس میں بہت سے خطرے درپیش ہیں۔ ان پناہ گزینوں کے مسئلہ کی وجہ سے یورپ اچانک ایک زیادہ خطرناک اور متحکم جگہ بن گیا ہے۔ جیسے کہ اس سے دہشت گرد گروپوں کو موقع مل گیا ہے کہ وہ اپنے بندے پناہ گزینوں کے روپ میں اس برّ اعظم میں بھیج سکتے ہیں۔ ان حملوں کے علاوہ جن میں وہ براہِ راست ملوث ہوتے ہیں یہ شدت پسند کوشش کرتے ہیں کہ یہاں پہلے سے رہنے والے مسلمانوں کو شدّت پسند بنا کر اپنے دہشت گردی کے نیٹ ورک کو بڑھائیں۔ وہ شدت پسند ان کی ذاتی مایوسیوں کا فائدہ اٹھاتے ہیں اور انہیں ابھارتے ہیں کہ وہ یہاں خودکش حملہ یا دوسرے ظلم وستم

کریں۔ہم اس کی المناک مثالیں گذشتہ مہینوں میں دیکھ چکے ہیں۔

اس سے بڑھ کر ایک اور منفی نتیجہ جوان پناہ گزینوں کی وجہ سے سامنے آیا ہے وہ یورپ میں ان کے خلاف رویہ میں سختی کا پیدا ہونا ہے۔بہت سے ممالک میں قدامت پسند قومی پارٹیوں کے اثر و رسوخ اور شہرت میں اضافہ ہوا ہے اور جرمنی میں بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ایک سال قبل جرمنی کی اکثریت نے جو رحم دلی ان پناہ گزینوں کے متعلق دکھائی تھی اب اس میں کافی کمی ہوئی ہے اور اس کی جگہ پناہ گزینوں کے بارہ میں خوف اور دشمنی کے ملے جلے جذبات نے لے لی ہے۔

مختلف میڈیا رپورٹس اور سروے اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ لوگوں کی بڑی تعداد اس بات کی قائل ہے کہ گذشتہ سال جرمن حکومت کا پناہ گزینوں کے لیے اپنے باڈرز کھولنے کا فیصلہ سنگین غلطی تھی۔رویہ میں یہ تبدیلی پریشان کن ہے اور خاص طور پر اس کے نتیجہ میں قدامت پسند جماعتوں کا ابھرنا گہری تشویش کا باعث ہے اور قوم کے امن اور تحفظ کے لیے خطرہ ہے۔اس کی ایک واضح مثال جولائی میں میونخ شہر میں ایک شاپنگ سنٹر پر حملہ ہے جہاں متعدد جوان لوگ مارے گئے تھے۔اس المناک سانحہ کا مجرم آخر میں قدامت پسندوں کا ہمدرد نکلا۔یہ ایک انتہائی مثال ہے،لیکن یہ بات درست ہے کہ عام سطح پر لوگ اس بڑے پیمانے پر ہجرت کے اثر سے دن بدن زیادہ خوف اور تشویش میں مبتلا ہو رہے ہیں۔مقامی لوگ ناانصافی محسوس کرتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں تارکین وطن کے بارہ میں ان کے غصہ میں اضافہ ہو رہا ہے کہ وہ جرمن گورنمنٹ سے اس پیسے سے فائدے حاصل کر رہے ہیں جو جرمن ٹیکس ادا کرنے والے اپنی آمدنیوں میں سے ادا کرتے ہیں۔مزید یہ رائے بھی قائم ہو رہی ہے کہ یہ تارکین وطن جو جرمن حکومت سے فوائد حاصل کر رہے ہیں وہ اس کے وفادار اور خیر خواہ نہیں ہیں اور اصل میں اس کا نقصان چاہتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم انتہائی نازک وقت میں سے گزر رہے ہیں۔ اس لیے یہ بہت ضروری ہے کہ انتظامیہ ان امور کو معمولی طور پر نہ لے بلکہ گورنمنٹ کو اس صورت حال کو بے قابو ہونے سے قبل کنٹرول کرنا ہوگا۔ ایسی پالیسیاں بنانی پڑیں گی جن سے جرمن شہریوں کے حقوق کا تحفظ ہو اور ان کے حقوق کسی صورت میں متاثر نہ ہوں۔حکومت کو مستحق تارکین وطن کو آباد کرنے میں مدد کرنی چاہیے اور انھیں اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا چاہیے۔بہت دفعہ میں یہ کہہ چکا ہوں اور کچھ عرصہ قبل سویڈن میں اس سال کے شروع میں ایک پروگرام میں توجہ دلائی تھی کہ پناہ گزینوں کو حکومت سے صرف فوائد ہی حاصل نہیں کرنے چاہئیں بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے کہ وہ خدمت کے کاموں (لیبر فورس) میں شامل ہوں اور جتنی جلدی ممکن ہو سکے معاشرہ کے لیے تعمیری کردار ادا کریں۔میرے خیال میں اس سے فوراً ایک مثبت اثر پڑے گا اور وہ خطرناک خلیج جو ان پناہ گزینوں اور مقامی لوگوں کے درمیان پیدا ہو چکی ہے وہ کم ہوگی۔

مزید برآں آپ دہشت گردوں اور شدت پسندوں کے اس ملک میں داخلے کے خطرے کو نظر انداز نہیں کر سکتے اس لیے گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ شہریوں کی حفاظت کے ہر ممکن قدم اٹھائے اور ان کی شناخت کرے جو انھیں نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔جب بھی اور جہاں بھی کوئی اپنے مذہب کو ظلم اور ناانصافی کے لیے استعمال کرے یا دوسروں کے حقوق غصب کرنے یا حکومت کے خلاف کوئی قدم اٹھانے کے لیے استعمال کرے تو یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ایسے اقدامات کو فوراً روکے۔

دنیا میں امن قائم کرنے کے لیے میں نے متعدد بار عدل و مساوات کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے اور اسلام بتاتا ہے کہ امن کی کنجی معاشرہ کے ہر طبقہ میں عدل و انصاف اور ایمانداری ہے۔مزید براں اسلام صرف عدل کی تعلیم ہی نہیں دیتا بلکہ اس کے وہ معیار بھی بیان کرتا ہے جن کی ضرورت ہے۔قرآن مجید کی سورۃ 5 آیت 9 میں آتا ہے:

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔

یہ ہمارا ایمان ہے کہ اس تعلیم کا اکمل و اتم مظہر بانی اسلام حضرت محمد ﷺ تھے۔اس لیے اب ہم آپ کی مثال دیکھتے ہیں، ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ مسلمانوں نے دو دشمنانِ اسلام کو قتل کر دیا جنھیں وہ خطرہ تصور کرتے تھے، اس سے قبل کہ وہ انھیں قتل کرتے وہ دونوں خانہ کعبہ کی مقدس حدود میں پناہ لینے کے لیے داخل ہو گئے۔جب دشمنان اسلام نے اس واقعہ کے متعلق رسول کریم ﷺ کو بتایا تو آپ نے مسلمانوں کو جو اس واقعہ میں ملوث تھے سخت تنبیہ اور سرزنش فرمائی اور اس واقعہ کو صریح ناانصافی قرار دیا اور عرب میں رائج رسم کے مطابق فوراً مقتولین کے ورثاء کو خون بہا ادا کرنے کا حکم صادر فرمایا۔یہ اس قرآن مجید کی تعلیم کی عملی مثال ہے کہ اپنے دشمن کے معاملہ میں بھی عدل و انصاف سے کام لو۔جب ایک معاملہ فیصلہ کے لیے رسول کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے یہ نہیں دیکھا کہ کون مبنی ہے۔یہ انصاف کا وہ اعلیٰ معیار ہے جس کی اسلام مسلمانوں سے توقع رکھتا ہے۔اس لیے یہ بات واضح ہو جانی چاہیے کہ معصوموں پر حملے چاہے وہ اسٹیشنز پر ہوں، ٹرین پر ہوں،کلبوں میں ہوں یا کسی اور جگہ ہوں ان کا بالکل بھی کوئی جواز نہیں بنتا اور ان کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کرنی چاہیے۔

میں نے ابھی ابتدائی اسلام کی تاریخ سے صرف ایک مثال بیان کی لیکن ایسی ان گنت مثالیں اور بھی ہیں جو اسلام کی بے مثال تعلیم کی گواہی دیتی ہیں۔ان تعلیمات کی روشنی میں جماعت احمدیہ مضبوطی سے اس عقیدہ پر قائم ہے کہ کسی کو بھی ملکی قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہے۔یقیناً یہ ہمارا پختہ ایمان ہے کہ اسلام جو عزت اور شرف انسانی زندگی اور اس کی آزادی کو دیتا ہے وہ یقیناً تمام بنی نوع انسان کی تاریخ میں بے مثال ہے۔پس قرآن مجید کی سورۃ نمبر 5، آیت نمبر 33 میں آتا ہے:

”جس نے بھی کسی ایسے نفس کو قتل کیا جس نے کسی دوسرے کی جان نہ لی ہو یا زمین میں فساد نہ پھیلایا ہو تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔اور جس نے اُسے زندہ رکھا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو زندہ کر دیا۔۔۔“

اس طرح اگر کوئی اسلام کی تعلیم کو انصاف کی نظر سے جانچتا ہے تو جلد ہی وہ جان جاتا ہے کہ باوجودیکہ دہشت گرد کیا دعویٰ کرتے ہیں یا میڈیا مذہب کی کیسی تصویر پیش کرتا ہے آجکل دنیا میں جو دہشت گردی اور شدت پسندی پھیلی ہوئی ہے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ تشدد اور شدت پسندی کو پھیلاتے ہیں وہ اسلام کی نیک تعلیمات کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور وہ صرف اپنے ذاتی مفادات اور طاقت کی خواہش رکھتے ہیں۔ حقیقت میں اسلام کا لفظی مطلب امن، صلح جوئی اور تمام لوگوں کو تحفظ دینے کے ہیں اور جو اس کے برخلاف چلتا ہے تو وہ مذہب کی تعلیم کے منافی عمل کرتا ہے۔

ان تمام باتوں کی روشنی میں یہ احمدیہ مسلم جماعت ہی ہے جس نے اسلام کی سچی تعلیمات تمام دنیا میں پھیلانے کا بیڑا اٹھایا ہے۔یہ احمدیہ مسلم جماعت ہی ہے جو دنیا میں صحیح اور دیرپا امن قائم کرنے کے لیے کوشش کر رہی ہے۔یہ احمدیہ مسلم جماعت ہی ہے جو دنیا کے تمام قوموں، نسلوں، مذہب اور عقیدہ والوں کو پاس لانے کی کوشش کر رہی ہے تاکہ وہ باہمی محبت کے ساتھ اکٹھے رہ سکیں۔یہ احمدیہ مسلم جماعت ہی ہے جو انسانیت کو پیار اور رحم کی چھتری تلے اکٹھا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے ہم ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔سو ایک ایسے وقت میں جہاں دنیا تنازعات اور تفرقوں میں گھر رہی ہے ہم امن کے پُل بنا رہے ہیں جو لوگوں کو قریب لا رہے ہیں۔

مزید برآں ہم انسانیت کی خدمت کے لیے اپنی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ہم ضرورت مندوں کی مدد کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور انھیں اور ان کے بچوں کو بہتر مستقبل دیتے ہیں۔اس لیے ہم نے دنیا کے مختلف پسماندہ حصوں میں خدمت انسانیت کے مختلف منصوبے شروع کر رکھے ہیں،مثلاً ہم نے سینکڑوں سکول بنائے ہیں اور بنا رہے ہیں اور درجنوں ہسپتال افریقہ کے دور افتادہ مقامات پر بنائے ہیں، جو مقامی لوگوں کو بلا امتیاز مذہب اور رنگ و نسل تعلیم اور صحت کی سہولتیں فراہم کر رہے ہیں۔ ”زندگی کے لیے پانی“ کے منصوبے کے تحت ہم دور افتادہ مقامات پر رہنے والے لوگوں کے لئے صاف پینے کے پانی کی فراہمی کو یقینی بنا رہے ہیں۔اسی طرح ہم دوسری بنیادی ضروریات زندگی مہیا کر رہے ہیں تاکہ ان کی تکلیف دور ہو سکے اور وہ نسبتاً آسانی سے زندگی گزار سکیں۔ہم کوئی تعریف یا پہچان نہیں چاہتے کیونکہ ہم صرف وہ کر رہے ہیں جو ہمارا مذہب ہمیں تعلیم دیتا ہے۔یہ حقیقی اسلام ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ اس سے اتفاق کریں گے کہ جو میڈیا اس کی تصویر پیش کرتا ہے یہ اس سے کوسوں دور ہے۔اس لیے آپ کو اسلام سے خوف زدہ ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے اور نہ اسے کوئی خطرہ خیال کریں۔لیکن ان دہشتگردوں اور شدت پسندوں سے یقیناً خوف زدہ ہونے کی ضرورت ہے جو اسلام کی تعلیمات کے خلاف عمل کرتے ہیں۔یہ نہ صرف غیر مسلم دنیا کے لیے بلکہ مسلمانوں کے لیے بھی بہت بڑا خطرہ ہیں۔اگر ہم تجزیاتی رپورٹس کا جائزہ لیں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ لوگ جو اسلام کے نام پر تشدد کو روا رکھتے ہیں اور مسلمان ممالک مسلمانوں کے خلاف بے پناہ ظلم و ستم کرتے ہیں وہ خود مسلمان ہی ہیں۔پس یہ اسلام نہیں ہے جو آپ پر حملہ کر رہا ہے یا آپ کے حقوق غصب کر رہا ہے بلکہ یہ لوگوں اور گروپس کے اپنے سفلی مقاصد اور ایجنڈے ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

احمدی مسلمان ہونے کے ناطے ہم دنیا میں اپنے الفاظ، عمل اور دعاؤں سے امن قائم کرنیکی پوری کوشش کرتے ہیں اور ہم ہمیشہ ایسا کرتے رہیں گے۔انشاءاللہ۔ امن کو پھیلانا اور اس کے لیے کام کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے ورنہ دنیا ایک تباہ کن عالمی جنگ کے دہانے پر کھڑی ہے جس کے تباہ کن نتائج ناقابل تصور ہیں۔پس ہم سب کو برائی کی قوتوں کے خلاف متحد ہو کر کھڑے ہونا چاہیے نیز امن اور ہم آہنگی کے لیے ہم متحد ہو جائیں۔ایک دوسرے کے خلاف نفرت اور دشمنی پیدا کرنے کی بجائے ہمیں آپس میں امن اور باہمی آہنگی کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔تمام لوگوں اور تنظیموں کو اکٹھے ہو کر انسانی قدروں کی بحالی کے لیے کوشش کرنی چاہیے اور اس دنیا کو پہلے سے زیادہ بہتر اور ہم آہنگی والی جگہ بنانا چاہیے۔اللہ تمام لوگوں کو عدل اور برداشت کے ساتھ کام کرنے کی توفیق دے اور دنیا میں حقیقی امن پیدا ہو سکے۔اللہ دنیا کے لوگوں کو دانائی عطا فرمائے تاکہ وہ دنیا جو ہم اپنے بچوں کے لیے چھوڑ کر جائیں وہ اس سے زیادہ خوشحال اور امن والی ہو۔آمین

اب آخر میں، میں دوبارہ اپنے مہمانوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے ہماری دعوت کو قبول کیا۔اللہ آپ سب پر فضل فرمائے۔آمین